

## "Defining Moment"

سویڈن کے نائب وزیر خارجہ نے گھرے نیلے رنگ کا بہترین سوٹ پہن رکھا تھا۔ ٹیک ہوم میں وزارت خارجہ کے اندر یہ مکمل طور پر رسمی ملاقات تھی۔ کسی بھی مقصد کے بغیر ایک ایسی میٹنگ جسکے بغیر بھی گزارہ ہو سکتا تھا۔ ہم دس کے قریب سرکاری لوگ تھے اور سویڈن کے سرکاری دورہ پر تھے۔ چالیس منٹ تک گفتگو کرنے کے بعد نوجوان نظر آنے والے نائب وزیر خارجہ نے بریفنگ ختم کر دی۔ اسکے بعد سوال و جواب کا ایک لاغر سادور ہوا۔ ویسے سفارتی ملاقاتیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کو ہزار پیکسلیں سی کہتے کہتے وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اس میٹنگ میں بھی بالکل ایسے ہی ہوا۔ اختتام سے تھوڑا سا پہلے نائب وزیر خارجہ نے ایک انتہائی ذاتی مگر منفرد بات کر دی۔ کم از کم میں، اس طرح کا جملہ سننے کیلئے ہنی طور پر تیار نہیں تھا۔ کہنے لگا کہ خوش لباسی آپکے ملک پاکستان کے ایک لیڈر سے سیکھی ہے۔ خود ہی بتانے لگا کہ نوجوانی میں ذوالفقار علی بھٹو سے حد درجہ متاثر تھا۔ بھٹو، پاکستان کے ناقابل فراموش وزیر خارجہ تھے۔ بہترین کپڑے پہننے والا ایک سیما بی انسان۔ نائب وزیر نے کہا کہ ساٹھ اور ستر کی دہائی میں انٹرنیٹ اور سوٹل میڈیا موجود نہیں تھا۔ بھٹو کی اخبارات میں چھپی ہوئی تصویر میں دیکھتا تھا۔ خوش لباس نوجوان بھٹو، میرا آئیڈیل بن چکا تھا۔ بڑے ٹھنڈے طریقے سے بات کرتے ہوئے کھڑکی کی طرف دیکھ کر بیان کیا کہ اخبارات میں بھٹو کی تصویریں کاٹ کر الیم بنا تھا اور پھر بھٹو جیسے کپڑے سلواتا تھا۔ اسی رنگ، اسی کپڑے اور اسی انداز کے ملبوسات۔ نائب وزیر خارجہ نے دھیمے لمحے میں بتایا کہ آج بھی اسکی تمام خوش لباسی صرف اور صرف ذوالفقار علی بھٹو کی مرہون منت ہے۔ بیس منٹ تک بتاتا رہا کہ پاکستان کے لیڈر نے یورپ میں گورنمنٹ کو کس درجہ متاثر کیا۔

گزشتہ تین دن سے پانچ برس پرانی میٹنگ کی یاد بار بار ذہن میں بچلی کی طرح کوندرہی ہے۔ عرض کرتا چلوں۔ بھٹو کے متعلق ایک بات تو طے ہے۔ وہ اگر کروڑوں لوگوں کا لیڈر رختا تو شائد اسی تناسب سے لوگ اسے ناپسند بھی کرتے تھے۔ خصوصاً مذہبی اور کاروباری طبقے میں بھٹو کے متعلق منفی خیالات موجود تھے۔ مگر یہ نکتہ بھی سچ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو، میری عمر کے مرد اور خواتین کیلئے ایک دیومالائی شخصیت تھا۔ کم از کم میں، آج تک اس شخص کے سحر سے باہر نہیں نکل سکا۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے اپنے والد کے سیاسی ورثہ کو کافی حد تک برقرار رکھا بلکہ آگے بڑھایا۔ مگر انکی شہادت کے بعد، کیا ہوا۔ یہ جو ہری طور پر ایک یونانی دکھنہ کی کہانی کے برابر یا بڑھ کر ہے۔ کس طرح بھٹو کے سیاسی ورثہ کو زرداری خاندان میں منتقل کیا گیا۔ اسکے متعلق سوالیہ نشان موجود ہیں۔ بھٹو کے دوستوں، چاہنے والوں نے ہر تکلیف اسی سیاست کے انکا لیڈر دیانت دار سیاسی انسان تھا۔ ایک فکر اور لبرل سوچ کا مالک۔ ضیاء الحق جیسا مشکل حکمران، بھٹو کے متعلق کوئی مالیاتی بدعنوی یا بے ضابطگی کا ہلاکا نقص نہیں نکال سکا۔ بھٹو، جیتنے جی مارا گیا۔ مگر مرتبہ دم تک کسی کرپشن کے معمولی سے مسئلہ میں بھی ملوث نہ پایا گیا۔ یہ ساری تمہید باندھنے کی ضرورت کس لیے پیش آئی۔ واحد وجہ ہے آئی ٹی رپورٹ ہے جو چند روز قبل، کسی کرم فرمانے بھجوائی تھی۔ اسے پڑھ کر بڑی مشکل کیفیت کا شکار ہو گیا ہوں۔ صرف ایک سوال، ذوالفقار علی بھٹو اور محترمہ بینظیر بھٹو کی عظیم سیاسی جدوجہد اور کہاں انکے وارث کی اخلاقی اور مالیاتی پسستی۔ اس سے پہلے کہ مرکزی نکتہ سے دور ہو جاؤ۔ اس جے آئی ٹی رپورٹ کے متعلق ذکر کرناحد درجہ اہم ہے۔

جے آئی ٹی رپورٹ کی سفارشات پانچ حصوں پر مشتمل ہیں۔ سب سے پہلے تو زرداری صاحب کے دست راست، انور مجید نے امنی گروپ کے توسط سے سنتیں جعلی بینک اکاؤنٹ بنائے اور اسکے ساتھ ساتھ گیارہ جعلی کمپنیاں ترتیب دیں جو ان بینک اکاؤنٹوں سے پیسے نکلواتی رہیں۔ اس میں عمیر ایسوی ایمس سے لیکر گیٹ وے آئرن تک شامل ہیں۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ ان جعلی کمپنیوں اور انکااؤنٹس کے ذریعے کتنی رقم دائیں کی گئی۔ صفر گن نہیں سکتا۔ مگر رپورٹ کے صفحہ نمبر 16 پر یہ رقم بیالیس ہزار تین سو بھتھیلین روپے درج ہے۔ یہ بیالیس ارب سے زیادہ کی رقم ہے۔ اسکے بعد، کراچی کی قیمتی ترین زمین اور بحریہ ٹاؤن کا ایک ایسا ملک واضح ہوا ہے، جسکی سرپرستی سندھ حکومت اور زرداری صاحب کر رہے تھے۔ مندرجہ بالا اکاؤنٹس میں سٹیل مل سے لیکر سرکاری ٹھیکیداروں کی جانب سے تمام رشوت مبینہ طور پر وصول کی گئی ہے۔ کراچی کے تمام اہم بلڈرز بھی وقتاً فوً قتاً، ان اکاؤنٹوں میں پیسے جمع کرواتے رہے ہیں۔ نام نہیں لکھنا چاہتا۔ مگر صفحہ نتیس پر تمام نام درج ہیں۔ اس میں منظور کا کبھی شامل ہے جو تمام کاروائی کا بھرپور حصہ رہا ہے۔ منظور کا کام 2015 سے پاکستان سے فرار ہے۔ ایک انتہائی تکلیف دعضرمزید توجہ طلب ہے۔ سمٹ بینک اور سندھ بینک کو ان تمام مالیاتی جرائم کیلئے بھرپور طریقے سے استعمال کیا گیا۔ جے آئی ٹی رپورٹ میں واضح طور پر درج ہے کہ سندھ حکومت کے اکابرین، ان تمام بے ضابطگیوں کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ یہاں تک کہ موجودہ وزیر اعلیٰ تک کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ سمٹ بینک کو کیسے حاصل کیا گیا۔ یہ بذات خود ایک کیس سٹڈی ہے۔ بینک کے مالیاتی حالات انتہائی ابتر تھے۔ زرداری صاحب، پاکستان کے اقتدار پر تشریف فرمائے۔ اس وقت سے چند ماہ پہلے تک سمٹ بینک کو سندھ حکومت، امنی گروپ اور نامعلوم اکاؤنٹ ہولڈروں نے بھرپور سہارا دیا۔ کسی بھی صورت میں اس بینک کو ڈوبنے نہیں دیا گیا۔ جب بینک پر مکمل قبضہ ہو گیا، تو اسی کے ذریعے سفید کو سیاہ اور سیاہ کو مزید سیاہ کرنے کا جرم پیہم ہوتا رہا۔

جے آئی ٹی نے تقریباً نتیس صفحات پر رقم کیا ہے، کہ کس طرح 2009 سے لیکر اب تک، امنی گروپ محیر العقول مالیاتی ترقی کرتا گیا۔ کس طرح، وہ ہر مالیاتی بے ضابطگی میں شامل رہا اور کس طرح سندھ کی شوگر ملز پر قبضہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ سندھ حکومت کی دو شوگر ملوں کے بھی انتہائی کم پیسوں میں مالکانہ حقوق حاصل کر لیے گئے۔ کس طرح 83 کمپنیاں بنا کر پورے اقتصادی نظام کی گردان مژروڑی جاتی رہی۔ ٹھٹھہ سیمنٹ کے متعلق بھی تفصیلات درج ہیں کہ کس جابرانہ طریقے سے امنی گروپ اس فیکٹری کا مالک بننا۔ یہ بنا دی طور پر ایک دیوالی کہانی ہے۔ جس میں ایک شخص پورے سندھ کے مالیاتی نظام پر قابض ہو گیا۔ اسکا ایک رخ مزید تلخ ہے۔ پوری دنیا میں حکومتی سطح پر منی لانڈرنگ کی پروش ناممکن ہے۔ مگر حدیہ ہے کہ صوبائی حکومت اس بھی انک منی لانڈرنگ میں مبینہ طور پر نہ صرف ملوث رہی بلکہ اسکی بھرپور سرپرستی کرتی رہی۔ یہ گھٹ جوڑ، کم از کم گز شستہ پچاس سال میں ریاستی سطح پر کہیں سامنے نہیں آیا۔ اسی رپورٹ میں یہ بھی درج ہے کہ جعلی اکاؤنٹوں سے زرداری صاحب اور انکی ہمیشہ فریال صاحب مستغیر ہوتی رہی۔ گھروں کے اخراجات سے لیکر قیمتی گاڑیوں کے ٹیکس تک، انہی کے ذریعے ادا ہوتے رہے۔ سفر کے اخراجات سے لیکر گھروں کی تعمیر تک اسی پیسے سے ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ وکلاء کو ادائیگی بھی یہیں سے کی گئی۔ بحریہ ٹاؤن کی جیلان کن ترقی کے پیچھے بھی معاملات انتہائی پیچیدہ اور غیر قانونی نوعیت کے ہیں۔ اسی طرح فریال تاپور صاحبہ کی زرعی زمین بھی دن دو گنی، رات چوٹی طور پر بڑھتی رہی۔ انہوں نے جواناٹھے ظاہر کیے ہیں، ان میں کسی جگہ پر اپنی

زرعی زمین کے متعلق کچھ درج نہیں کیا گیا۔ محترمہ فریال تاپور صاحبہ کے متعلق درج ہے کہ وہ کسی صورت پر اپنے اثاثوں کے سورس کے متعلق نہیں بتاسکیں۔ یہ بھی درج ہے کہ اربوں نہیں بلکہ کھربوں روپے کی غیر قانونی رقم کے اصل مالک، محترم زرداری اور انکے اہل خانہ ہیں۔ بات یہاں ختم نہیں ہوتی۔ میں الاقوامی سطح پر بھی مختلف تجارتی اداروں کو منی لانڈرنگ کیلئے استعمال کیا گیا۔ اس میں اور یہ نہ ازرجی، ٹیکنو میں اور کام کراون جیسی کمپنیاں بھی مبینہ طور پر شامل ہیں۔ اس طرح امریکہ میں جائیداد کے متعلق بھی سوالات ہیں کہ وہ کب اور کیسے خریدی گئیں۔ نیویارک میں موجود یہ گھر، ایکشن کمیشن میں بھجوائے گئے ڈکلیریشن میں درج نہیں ہے۔

اس وقت تک کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ مکمل رقم اور ترسیلات کتنی ہیں۔ مگر یہ معاملہ حدود جہے گئیں نوعیت کا ہے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ تمام رپورٹ مکمل طور پر غلط ہے، اس سے معاملہ بہتر نہیں ہوگا۔ بلکہ مزید خراب ہو سکتا ہے۔ محترم زرداری صاحب اور پیپلز پارٹی کے اکابرین سیاسی جلسے کر کے ان تمام ازمات کی نفی کر رہے ہیں۔ انکی دانست میں یہ عمل درست ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پیپلز پارٹی کے قانونی ماہرین دلیل کے ساتھ، اس رپورٹ کی جزئیات کی نفی کرتے۔ بناتے کہ سمٹ بینک، امنی گروپ، بڑے بڑے بلڈرز ہرگز، کسی غیر قانونی کام میں ملوث نہیں ہیں۔ مگر ایسا بالکل نہیں کیا گیا۔ سیاسی جلسوں کے زرعیے اس رپورٹ کی نفی کرنے کی ادھوری کوشش کی گئی جو کہ کافی حد تک غیر ضروری ہے۔ اردو میں الفاظ ذہن میں نہیں آرہے۔ مگر پیپلز پارٹی کی اعلیٰ ترین قیادت کیلئے یہ Defining Moment ہے۔ اس قدر مہیب ازمات کے ساتھ کوئی سیاسی شخصیت یا پارٹی زیادہ دینیں چل سکتی۔ ایک افسوس بھی ہے کہ کئی جگہ بلاول زرداری کا نام بھی درج ہے۔ جو ابھی عملی سیاست میں داخل ہوا ہے۔ اپنے والد کی چھاؤں سے باہر نکل کر ایک سیاسی مقام کیسے حاصل کریگا۔ یہ اسے خود سوچنا چاہیے۔ بلاول زرداری اس مشکل میں کیسے عمل کریگا۔ یہ اسکی سیاسی ساکھ کا بھی سوال ہے۔ کسی کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں۔ مگر وہ عظیم سیاسی جماعت جسکے لیڈر، بھٹونے پوری دنیا کو متاثر کیا۔ جسکی خوش لباسی یورپ کے نوجوانوں کیلئے ایک مثال تھی۔ آج اسکی بنائی ہوئی سیاسی جماعت کس پستی کا شکار ہے۔ اس سقماً کو محسوس کر کے ہی تکلیف ہوتی ہے۔ ہماری نسل کے خواب ہی بر باد کر دیے گئے۔ کیا بات کریں۔ صاحب، کیا بات کریں!

راوِ منظر حیات